## سوال

رضامندی کے ساتھ بیوی سے طویل عرصہ تک تعلقات منقطع رکھے ہیں کیا بیوی طلاق کا مطالبہ نہ کر کے گنہگار ہوئی ہے ؟

## جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کےلیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں :

اول :

شریعت اسلامیہ نے آدمی پر بہت بڑی ذمہ داری ڈالی ہے کہ وہ اپنے خاندان اور گھر والوں کا خیال رکھے اور ان کی نگرانی کرے، اس لیے آدمی پر اپنے گھر کے واجبات کو پورا کرنے کی بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے

اس ذمہ داری کا تقاضا ہے کہ وہ ہر وقت موجود ہوتا کہ وہ ہر چیز پر اطلاع حاصل کرتے ہوئے سب غلطیوں کا علاج کر سکے، اور اپنی اولاد کی راہنمائی کرے، کیونکہ وہ اس گھر کی حفاظت کرنے والا اور اس کی بنیاد و سہارا ہے

مرد کا اپنی ذمہ داری پوری نہ کرنا اور اس سے تجاہل برتنے کے باعث عورت پر ظلم ہو سکتا ہے، اور پھر حدیث قدسی میں اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

"اے میرے بندوں یقینا میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کیا ہے اور اسے تمہارے مابین آپس میں ظلم کرنے کو بھی قرار دے دیا ہے اس لیے تم آپس میں ظلم مت کرو"

اس کی بنا پر خاندان اور گھر تباہی کی طرف جا سکتا ہے بلکہ اس علیحدگی اور تفریق کی بنا پر مرد و عورت میں بہت زیادہ خرابی بھی پیدا ہو سکتی ہے، اور اس سے آگے بڑھ کر خاوند اور بیوی میں سے ہر ایک خفیہ طور پر اپنا دوست اور عاشق و معشوق بنا سکتا ہے، کیونکہ شیطان اس فرصت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کمزوری کا فائدہ اٹھائیگا اور اسے گمراہی کی راہ پر لے جائیگا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"شیطان انسان میں اس طرح سرایت کر جاتا ہے جس طرح انسان میں خون سرایت کیے ہوئے ہے"

اس ظلم پر مستزاد یہ بھی کہ اس طرح تو آپ کی اولاد پر بھی ظلم ہوگا، اور ان پر جو کمی و کوتاہی واقع ہوگی جس کی بنا پر عورت کی جدوجہد بڑھ کر اسے والد اور والدہ دونوں کی ذمہ داری ادا کرنا پڑیگی، اور اکثر طور پر عورت کےلیے ایسا کرنا ممکن نہیں ہوتا

ہم سب کو خاندان میں باپ کی ذمہ داری کا علم ہے اور یہ بھی علم رکھتے ہیں کہ اگر وہ اپنی ذمہ داری پوری نہ کرے تو پھر کیا خرابیاں پیدا ہونگی یہ کسی سے مخفی نہیں، اور پھر اس ذمہ داری کی عدم موجودگی میں بچوں کی تربیت کیسے ہوگی، اور والد کے دور رہنے کی وجہ سے وہ کس طرح کی دیکھ بھال پا سکیں گے

اس طرح وہ بچے اپنے والد کو ناپسند کرنے لگیں گے، کیونکہ ان کے والد نے انہیں چھوڑ دیا اور ان کی دیکھ بھال ویسی نہ کی جیسی کرنی چاہیے تھی

دوم :

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خاوند اپنی بیوی کے ساتھ نہ چل سکتا ہو اور اپنی زندگی بسر نہ کر سکے، تو اس حالت میں خاوند کےلیے مشروع ہے کہ یا تو وہ بیوی کو اچھے طریقہ سے اپنے نکاح میں

رکھے ، اوریا پھر اچھے طریقہ سے اسے چھوڑدے اوریہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ بیوی کو شدید ناپسند کرنے کی بنا پر اچھے طریقہ سے اپنے ساتھ نہ رکھ سکتا ہو یا پھر کسی اور سبب کے باعث تو اس حالت میں صرف یہی ہے کہ وہ بیوی کو اچھے طریقہ سے علیحدہ کردے ، اوراسے اچھے طریقہ سے طلاق دے کر اسے اس کے پورے حقوق ادا کرکے فارغ کردے

اوریہ بھی ہوسکتا ہے کہ بیوی اپنے خاوند کے ساتھ رہنا پسند کرتی ہو کہ وہ اسے بیوی بنا کر رکھے ، اورخاوند سے کہے کہ تم مجھے اپنے ساتھ ہی رکھو لیکن میں اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہوجاتی ہوں ، مثلا باری کی تقسیم یعنی بیوی کا حق ہے کہ وہ اس کے ہاں بھی رات بسر کرے اور نفقہ واخراجات سے بھی دستبردار ہوجاتی ہوں

تواس حالت میں خاوند کو اپنی بیوی کا مطالبہ قبول کرتے ہوئے اسے اپنے نکاح میں ہی رکھنا چاہیے ، کیونکہ اس سے اس کی دلجوئی ہوگی اوروہ اپنے ساتھ حسن معاشرت کو نہیں بھولے گی خاص کر خاوند کو یہ تسلیم کرنے میں کوئی نقصان وضرر بھی نہیں ہے

اس جیسے معاملہ میں ہی اللہ سبحانہ وتعالی نے درج ذیل فرمان نازل فرمایا :

اوراگرکسی عورت کو اپنے خاوند کی بددماغی اور بے پرواہی کا خوف ہو تو دونوں آپس میں جو صلح کرلیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں ، اور صلح بہت بہتر چیز ہے ، طمع ولالچ ہر ہر نفس میں شامل کردی گئی ہے ، اگر تم اچھا سلوک کرو اور پرہیزگاری کرو تو تم جو کچھ کررہے ہو اس پر اللہ تعالی پوری طرح خبردار ہے النساء (128) .

امام بخاری اور مسلم نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ یہ آیت کریمہ اس طرح کی حالت کے بارہ میں ہی نازل ہوئی ہے :

ان کا بیان ہے :

اوراگر عورت کو اپنے خاوند کی بددماغی اور بے پرواہی کا خوف ہو.

یہ وہ عورت ہے جو اسے طلاق دینا چاہتا ہو اوراسے چھوڑ کر کسی دوسری عورت سے شادی کرنا چاہے تو یہ عورت اسے کہے : تم مجھے رکھو اور طلاق مت دو، اورمیرے علاوہ کسی اور عورت سے بھی شادی کرلو، تم نہ تو مجھے نان ونفقہ دو اورنہ ہی میری باری تقسیم کرو

تواللہ تعالی کا یہی فرمان ہے :

ان دونوں پر صلح کرنے میں کوئی گناہ نہیں ، اور صلح کرنا بہتر ہے .

صحیح بخاری حدیث نمبر (4910) صحیح مسلم حدیث نمبر (3021).

خلاصہ یہ ہوا کہ :

آدمی کے لیے اتنی طویل مدت تک اپنی بیوی کو چھوڑے اور علیحدہ رکھنا حلال نہیں ، اگر عورت حق پر ہے تو اسے اپنا معاملہ اور مقدمہ قاضی کے سامنے پیش کرنا چاہیے اور نقصان وضرر سے بچنے کے لیے طلاق کا مطالبہ کرنا چاہیے

اوراگر وہ صبر وتحمل اختیار کرتی ہے کہ اللہ تعالی اس کے خاوند کو ہدایت نصیب فرمائے اوروہ بیوی پر ظلم کرنے سے باز آجائے توان شاء اللہ اس میں کوئی حرج نہیں ، لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں بیوی کو کسی فتنے کا سامنا نہ ہو کہ وہ خاوند سے دور رہ کر فتنہ کا شکار ہوجائے

اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا ہے کہ وہ سب مسلمانوں کے حالات کی اصلاح فرمائے اوران کی راہنمائی کرے

واللہ اعلم .

الاسلام سوال وجواب

**36818**